126444 ـ خلع طلاق شمار نہیں ہوتا چاہے طلاق کے الفاظ میں ہو

سوال

میرا سوال خلع کے متعلق ہے، میں نے ایک عالم دین اور دو گواہوں کے سامنے اپنے خاوند سے خلع لیا ہے، اور چھ ماہ کے بعد ہم نے فیصلہ کیا کہ دوبارہ نیا نکاح کر لیں، دو برس کے بعد میں نے دوبارہ خلع حاصل کر لیا، اس کے بعد میرے خاوند نے مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ میرے ساتھ بہتر معاملہ سے پیش آئیگا اور ہمارے لیے ایک دوسرے کا آپس میں مل جانا ضروری ہے کیونکہ ہمارا بچہ بھی ہے.
میرا سوال یہ ہے کہ: کیا خلع طلاق شمار ہوتا ہے، اور کیا اس کامعنی یہ ہوا کہ اب میرے لیے ایک طلاق باقی بچی ہے ؟
اور کیا ہم ایک بار ایک دوسرے سے دوبارہ مل سکتے ہیں اور اس کا طریقہ کیا ہو گا کیا نیا نکاح کیا جائیگا؟
برائے مہربانی اس کی وضاحت کریں، اور اگر آپ کچھ اور معلوم کرنا چاہیں تو بھی مجھے بتائیں تا کہ میں وہ بھی آپ کے علم میں لا سکوں.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

راجح قول یہی ہے کہ خلع طلاق شمار نہیں ہوتی چاہے وہ طلاق کے الفاظ میں ہی ہو، اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

1 ـ جب خلع طلاق کے الفاظ میں نہ ہو اور نہ ہی اس سے طلاق کی نیت کی گئی ہو تو اہلم علم کی ایک جماعت کے ہاں یہ فسخ نکاح ہے، اور قدیم مذہب میں امام شافعی کا یہی قول ہے اور حنابلہ کا بھی مسلك یہی ہے، اس کے فسخ ہونے کی بنا پر اسے طلاق شمار نہیں کیا جائیگا، اس لیے جس نے بھی اپنی بیوی سے دو بار خلع کر لیا تو اسے نیا نکاح کر کے رجوع کا حق حاصل ہے اور وہ طلاق شمار نہیں ہو گی.

اس کی مثال یہ ہے کہ: خاوند بیوی کو کہے میں نے اتنی رقم کے عوض تجھ سے خلع کیا، یا اتنے مال پر میں نے نکاح فسخ کیا.

2 ـ لیکن اگر خلع طلاق کے الفاظ کے ساتھ ہو مثلا میں نے اپنی بیوی کو اتنے مال کے عوض میں طلاق دی تو جمہور اہل علم کے قول میں یہ طلاق شمار ہوگی "

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (19 / 237).

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بھی فسخ نکاح ہی ہوگا، اور اسے طلاق شمار نہیں کیا جائیگا، یہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے ہی اختیار کیا اور کہا ہے:

یہ قدماء صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اور امام احمد رحمہ اللہ سے بیان کردہ ہے "

دیکھیں: الانصاف (8 / 393).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" لیکن راجح قول یہ ہے کہ: یہ (یعنی خلع) طلاق نہیں چاہیے یہ خلع صریح طلاق کے الفاظ سے واقع ہو، اس کی دلیل قرآن مجید کی آیت ہے فرمان باری تعالی ہے:

یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا پھر عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے البقرۃ (229).

یعنی دونوں بار یا تو اسے رکھیں یا پھر چھوڑ دیں یہ معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے.

اس کے بعد فرمایا:

اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو، اس لیے اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گےتو عورت رہائی پائے کے لیے کچھ دے ڈالے، اس میں ان دونوں پر گناہ نہیں یہ اللہ کی حدود ہیں خبردار ان سے آگے مت نہ بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں البقرۃ (229).

تو یہ تفریق فدیہ شمار ہو گی پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا:

پھر اگر اس کو (تیسری) طلاق دے دے تو اب اس کے لیے حلال نہیں جب تك کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے البقرۃ (230).

اس لیے اگر ہم خلع کو طلاق شمار کریں تو فرمان باری تعالی: " اگر وہ اسے طلاق دے دے " یہ چوتھی طلاق ہوگی، اور یہ اجماع کے خلاف ہے، اس لیے فرمان باری تعالی: اگر اس نے اسے طلاق دے دی یعنی تیسری طلاق تو " اس کے لیے حلال نہیں جب تك وہ عورت کسی دوسرے سے نکاح نہ کر لے "

اس آیت سے دلالت واضح ہے، اسی لیے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا کہنا ہے: ہر وہ تفریق جس میں عوض و

معاوضہ ہو وہ خلع ہے طلاق نہيں، چاہے وہ طلاق كے الفاظ سے ہى ہو، اور راجح قول بھى يہى ہے " انتہى

ديكھيں: الشرح الممتع (12 / 467 - 470).

اور شيخ رحمہ اللہ كا كہنا ہے:

" چنانچہ ہر وہ لفظ جو معاوضہ كے ساتھ تفريق پر دلالت كرتا ہو وہ خلع ہے چاہے وہ طلاق كے الفاظ سے ہى ہو، مثلا خاوند كہے ميں نے اپنى بيوى كو ايك ہزار ريال كے عوض طلاق دى، تو ہم كہيں گے يہ خلع ہے، اور عبد اللہ بن عباس رضى اللہ تعالى عنہما سے يہى مروى ہے:

ہر وہ جس ميں معاوضہ ہو وہ طلاق نہيں "

امام احمد كے بيٹے عبد اللہ كہتے ہيں:

ميرے والد صاحب خلع ميں وہى رائے ركھتے جو عبد اللہ بن عباس رضى اللہ تعالى عنہ كى رائے تھى، يعنى يہ فسخ نكاح ہے چاہے كسى بھى لفظ ميں ہو، اور اسے طلاق شمار نہيں كيا جائيگا.

اس پر ايك اہم مسئلہ مرتب ہوتا ہے:

اگر كوئى انسان اپنى بيوى كو دو بار علحيدہ عليحدہ طلاق دے اور پھر طلاق كے الفاظ كے ساتھ خلع واقع ہو جائے تو طلاق كے الفاظ سے خلع كو طلاق شمار كرنے والوں كے ہاں يہ عورت تين طلاق والى يعنى بائنہ ہو جائيگى، اور اس كے ليے اس وقت تك حلال نہيں ہو گى جب تك وہ كسى دوسرے سے نكاح نہيں كر ليتى.

ليكن جو علماء خلع كو طلاق شمار نہيں كرتے چاہے وہ طلاق كے الفاظ ميں ہى ہوا ہو تو يہ عورت اس كے ليے نئے نكاح كے ساتھ حلال ہوگى حتى كہ عدت ميں بھى نكاح كر سكتى ہے، اور راجح بھى يہى ہے.

ليكن اس كے ساتھ ساتھ ہم خلع كرنے والوں كو يہ نصيحت كرتے ہيں كہ وہ يہ نہ كہيں كہ ميں نے اپنى بيوى كو اتنى رقم كے عوض طلاق دى، بلكہ وہ كہيں ميں نے اپنى بيوى سے اتنى رقم كے عوض خلع كيا؛ كيونكہ ہمارے ہاں اكثر قاضى اور ميرے خيال ميں ہمارے علاوہ بھى يہى رائے ركھتے ہيں كہ يہ خلع اگر طلاق كے الفاظ كے ساتھ ہو تو يہ طلاق ہوگى.

تو اس طرح عورت كو نقصان اور ضرر ہوگا، اگر اسے آخرى طلاق تھى وہ بائن ہو جائيگى، اور اگر آخرى نہ تھى تو اسے طلاق شمار كر ليا جائيگا " انتہى

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 450).

اس بنا پر اگر آپ اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہتے ہیں تو پھر نیا نکاح ضروری ہے، اور آپ دونوں پر طلاق شمار نہیں کی جائيگی.

واللہ اعلم .